فاطمہ زہراؑ کی روش زندگی

ڈاکٹر ریحان حسن

عورت وہ مقدس و متبرک ہستی ہے جس نے انبیاء واولیاء کو اپنے بطن مبارک سے جنم دے کر کاروان ہستی کو آگے بڑھایا۔ اگر یہ عورت نہ ہوتی تو کب کی یہ دنیا ختم ہو گئی ہوتی۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ جس طرح صبح کی آمد کے لئے سورج کا طلوع ہونا ضروری ہے اور زندہ رہنے کے لئے سانس لینا ناگزیر ہے بعینہ دنیا کے وجود کو قائم و دائم رکھنے کے لئے عورت کا وجود بھی لازمی ہے۔

ابتدائے آفرینش سے آج تک عورت کا وجود کم و بیش مرد کی ضرورت ہے لیکن مرد کی یہ بدبختی ہے کہ اس نے اسی آغوش کو زخمی کیا جس میں اس نے پرورش پائی تھی اور اسی سینہ کو مجروح کیا جس سے اس کا رشتۂ حیات وابستہ تھا لیکن اس مظلوم عورت کو مذہب اسلام نے نہ صرف مردوں کے ہم پلہ اور دوش بدوش کھڑا کیا بلکہ ماں، بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے وہ حقوق عطا کئے کہ پھر عورت کو تحقیر و تذلیل کی نگاہوں سے نہ دیکھا جاسکا جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ فاطمہ زہراؑ کی ولادت کے بعد کوئی بھی بیٹی زندہ در گور نہ کی جاسکی اور انہوں نے اس خاکدان عالم پر آنے کے بعد اس طرح زندگی بسر کی کہ جو دنیا کی خواتین کے لئے نمونۂ عمل ہو۔ بلاشبہ انہوں نے اپنی سیرت کو عالم کی خواتین کے سامنے ایسا نمونۂ عمل بنا کر پیش کیا ہے کہ اگر ان اصول پر عورت عمل پیرا ہو جائے تو صرف آخرت ہی نہیں بلکہ دنیوی زندگی بھی خوشی و شادمانی سے بھر سکتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب صدیقہ طاہرہ باپ کے گھر سے شوہر کے گھر پہونچیں تو اس طرح زندگی بسر کی کہ طبقۂ نسواں کے لئے مثالی زندگی بن جائے۔ امور خانہ داری میں حضرت علیؑ و فاطمہ (س) نے ایک دوسرے کی معاونت کر کے زن و شوہر کو یہ درس دیا کہ گھریلو کاموں میں بھی ایک دوسرے کی مدد کریں تا کہ گھر محبت و الفت کا گہوارہ بن جاسکے۔

مذہب اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ مرد اور عورت زندگی کے جہاد میں مشترکہ طور پر حصہ لیں، ظاہر ہے کہ صنف کے اختلاف کے باعث تقسیم عمل ضروری ہے لہذا اس تقسیم کو حضرت علیؑ و فاطمہ (س) نے مکمل طور پر دنیا کے سامنے یوں پیش کیا کہ حضرت علیؑ باغ میں مزدوری کے لئے نکل جاتے تو فاطمہؑ زہرا گھر کے کام کاج میں مصروف ہو جاتیں اور اس تقسیم سے صدیقہ طاہرہ بے انتہا مسرور تھیں کیونکہ اگر عورت گھر سے باہر رہے گی تو وہ امور خانہ داری کے فرائض اور اولاد کی صحیح تربیت نہ کر سکے گی۔ شہزادی عالمیان نے

گھر کے کاموں کی بجا آوری میں اس قدر زحمت اُٹھائی کہ حضرت علیؑ فاطمہؑ کی ان خدمات کو بار بار یاد کرتے اور آپ کی خدمات کو سراہا کرتے۔ ایک دن پیغمبر اسلامؐ فاطمہ زہراؑ کے گھر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ علیؑ وفاطمہؑ چکّی چلا رہے ہیں آپ نے پوچھا تم میں سے کون تھک چکا ہے؟ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ فاطمہؑ زیادہ تھک چکی ہیں۔ پیغمبر اسلامؐ فاطمہ زہراؑ کی جگہ بیٹھ گئے اور حضرت علیؑ کی چکّی چلانے میں مدد کی۔ اس طرح حضرت علیؑ نے عورت کے فرائض کے ساتھ ساتھ شوہر کے فرائض کی جانب بھی انسانوں کی توجہ مبذول کرائی ہے اور یہ باور کرایا ہے کہ اگر عورت امور خانہ داری کے فرائض انجام دے تو اس عمل میں مرد کو بھی عورت کا ساتھ دینا چاہئے۔

تاریخ شاہد ہے کہ فاطمہ زہرا(س) نے ناموافق حالات میں بھی حضرت علیؑ کا بھرپور طریقے سے ساتھ دیا جیسا کہ اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ ایک دن حضور اکرمؐ فاطمہؑ کے گھر گئے تو دیکھا کہ حسنؑ وحسینؑ گھر میں موجود نہیں ہیں ان کے بارے میں سوال کیا تو فاطمہؑ نے عرض کی، آج گھر میں کھانے کے لئے کچھ موجود نہ تھا۔ علیؑ نے جب باہر جانا چاہا تو فرمایا کہ میں حسنؑ اور حسینؑ کو اپنے ساتھ باہر لے جاتا ہوں تاکہ یہاں نہ روئیں اور نہ تم سے کھانے کا مطالبہ کریں لہٰذا حضرت علیؑ حسنؑ وحسینؑ کو لے کر فلاں یہودی کے باغ میں گئے ہیں حضور اکرمؐ تلاش کرتے ہوئے گئے تو دیکھا کہ حضرت علیؑ یہودی کے باغ میں ڈول کھینچ رہے ہیں اور حسنؑ وحسینؑ کھیل میں مشغول ہیں اور ان کے سامنے تھوڑی مقدار خرما کی بھی موجود ہے پیغمبر اسلامؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ دن گرم ہونے سے پہلے حسن حسین کو گھر پہونچانا نہیں چاہتے؟ آپ نے عرض کی یارسول اللہ جب میں گھر سے باہر آیا تھا تو ہمارے گھر کوئی غذا موجود نہ تھی آپ تھوڑا توقف کریں تاکہ میں کچھ خرما فاطمہؑ کے لئے بھی مہیا کرلوں۔ میں نے اس یہودی سے ہر ڈول کے کھینچنے پر ایک خرما مقرر کیا ہے۔ جب کچھ خرمے مہیا ہوگئے تو انہیں آپ نے اپنے دامن میں ڈالا اور حسنؑ وحسینؑ کو ساتھ لیا اور گھر واپس لوٹ آئے[۲]۔

یہ واقعہ نہ صرف حضرت علیؑ وفاطمہؑ کی زندگی کے دشوار ترین موڑ پر یکجہتی ومحبت کا ثبوت فراہم کرتا ہے بلکہ آج کی خواہش کے لئے یہ درس بھی ہے کہ زن وشوہر زندگی کے کٹھن سے کٹھن مرحلوں میں بھی ایک دوسرے کی معاونت کرکے زن وشوہر کے فرائض کو انجام دے کر دنیا وآخرت کی کامیابی سے ہمکنار ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ واقعہ اس بات کا بھی شاہد ہے کہ صدیقۂ طاہرہ کے گھر میں فاقہ بھی ہو رہا ہوتا تو آپ نے حضرت علیؑ سے نہ ہی شکوہ وشکایت کی اور نہ ہی کوئی دستِ سوال دراز کیا۔ جب حضرت علیؑ نے سوال کیا کہ کیا کھانے کے لئے گھر میں کچھ سامان ہے یا نہیں تو شہزادی نے فرمایا کہ آج تیسرا روز ہے کہ گھر میں ایک دانہ جَو تک نہیں ہے۔ حضرت علیؑ نے سوال کیا کہ پھر تم نے مجھ سے کیوں نہ کہا تو فرمایا

میرے بابا نے مجھے وداع کرتے وقت فرمایا تھا کہ میں کچھ سوال کر کے آپ کو کبھی شرمندہ نہ کروں۔۳؎

آج کی خواتین شہزادی کے اس اصول کو نمونۂ عمل بنالیں تو بلاشبہ اندرون خانہ کی بے شمار مشکلات سے نجات مل سکتی ہے کیونکہ آج کی خواتین فقر وغربت کے حالات میں بھی شوہر سے فرمائش کرنے سے باز نہیں آتیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گھر کے اندر بہت سی مشکلات جنم لے لیتی ہیں بالآخر زن وشوہر کی زندگی جہنم بن جاتی ہے۔ روز مرہ کا مشاہدہ ہے کہ شوہر محنت ومزدوری کر کے گھر کے اسباب زندگی مہیا کرتا ہے تو بیوی شکر خدا بجالا کر قبول نہیں کرتی بلکہ لائے ہوئے سامان پر نت نئے اعتراضات کر کے شوہر کی خون پسینہ کی کمائی کا استہزاء کرتی ہے لیکن شہزادیٔ عالمیان کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے خواتین کو اپنے عمل سے یہ باور کرایا ہے کہ شوہر محنت ومزدوری کے بعد جو بھی اسباب زندگی لائے اسے ہنسی خوشی قبول کرے تاکہ زندگی مسرت وشادمانی سے ہمکنار ہوسکے۔ جیسا کہ تاریخ میں ہے کہ حضرت علیؑ کے گھر میں آٹھ پہر سے فاقہ تھا اور حضرت علیؑ کو کوئی مزدوری نہ مل رہی تھی بالآخر ایک دن شام کے وقت ایک تاجر کے اونٹ سے اسباب اتارنے کی مزدوری ملی تو پھر رات تک اس کے اونٹوں کے اسباب کو اتارا جس سے ایک درہم اُجرت ملی۔ تاخیر کے سبب بیشتر دکانیں بند ہوچکی تھیں مگر ایک درہم جَو کا غلہ بالآخر دستیاب ہوگیا تو آپ اُسے لے کر آئے جسے فاطمہ زہراؑ نے انتہائی خوشی ومسرت کے ساتھ حضرت علیؑ کا استقبال کرتے ہوئے لیا اور اسی وقت اسے پیس کر روٹی پکائی اور حضرت علیؑ کے سامنے دستر خوان پر رکھا جب حضرت علیؑ کھانا تناول فرما چکے تھے تو خود آپ کھانے لگیں جسے دیکھ کر حضرت علیؑ کو پیغمبر اسلامؐ کا وہ ارشاد یاد آیا: فاطمہ دنیا کی بہترین عورت ہے"۔ ۴؎

فاطمہ زہراؑ نے شوہر کے گھر آکر اس انداز سے امور خانہ داری کے فرائض انجام دئے کہ عالم کی خواتین کے لئے وہ ایک مثالی حیثیت رکھتے ہیں چنانچہ علامہ صدوق علیہ الرحمہ نے "کتاب العلل" اور دیگر مورخین نے اپنی اسانید کے ساتھ خود حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: جناب فاطمہؑ کے سینہ پر پانی کی مشک اُٹھاتے اُٹھاتے نشان پڑ گیا تھا اور ہاتھوں میں چکّی پیستے پیستے آبلے پڑ گئے تھے خود ہی جناب فاطمہؑ گھر میں جھاڑو دیا کرتی تھیں یہاں تک کہ آپ کے کپڑے گرد آلود ہوجاتے تھے خود ہی آگ چولہے میں روشن کرتی تھیں یہاں تک کہ دھوئیں سے آپ کے کپڑے کالے ہوجاتے تھے۔۵؎

صدیقۂ طاہرہ کا یہ کردار آج کی خواتین کو محض محاسبہ کرنے کی ہی دعوت نہیں دیتا بلکہ اس بات کی جانب متوجہ کراتا ہے کہ شوہر کے گھر کو اپنی محنت وتوجہ سے کس طرح جنت نظیر بنایا جاسکتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ فاطمہ زہراؑ نے حضرت علیؑ کا ساتھ زندگی کے ہر موڑ پر اس طرح دیا کہ کبھی شکوہ وشکایت کا موقع نہ ملا حتی کہ افلاس وتنگی میں بھی کبھی کسی امر کے لئے لب شکوہ سے آشنا نہ ہوئے بلکہ فاطمہ زہراؑ کی محنت ومشقت

کو دیکھ کر خود حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اپنے بابا سے ایک خادمہ طلب کرلیں چنانچہ پیغمبر اسلامؐ نے کنیز عطا کرنے کے بجائے وہ تسبیح تعلیم فرمائی جو تسبیح فاطمہ زہراؑ کے نام سے مشہور ہے اور جب بلا طلب خادمہ ملی تو ایک دن خود کام کیا اور دوسرے دن جناب فضہ سے کام لیا گویا خادمہ کو بھی یہ احساس نہ ہونے دیا کہ وہ گھر کی خادمہ ہے بلکہ انہیں ہمیشہ گھر کی ایک فرد ہونے کا احساس دلایا۔

فاطمہ زہراؑ نے گھر کا ماحول ایسا بنایا کہ حضرت علیؑ کو یہ کہنا پڑا کہ " جب میں تھکاماندا گھر واپس آتا تھا اور فاطمہؑ زہرا کو دیکھتا تو میرے تمام غم واندوہ ختم ہو جایا کرتے تھے۔۶؎

ظاہر ہے کہ اگر عورت شوہر کو گھر کے داخلی امور سے بے فکر کردے اور شوہر کے ساتھ لطف و کرم سے پیش آئے تو اس کے تمام غموں کا وہ مداوا کرسکتی ہے اور وہ مرد کو بڑا سے بڑا بیڑہ اٹھانے کے لئے آمادہ ہی نہیں کرسکتی ہے بلکہ کٹھن سے کٹھن مہم کو سر کرنے میں معاون و مددگار بھی ہوسکتی ہے۔ چنانچہ جب حضرت علیؑ اسلامی جنگوں میں فداکاری و جاں نثاری کی تاریخ رقم کرکے لوٹتے تو صدیقہ طاہرہ نہ صرف خون آلود لباس دھوتیں، زخموں کی مرہم پٹی کرتیں بلکہ حضرت علیؑ کی بہادری وجاں نثاری کی داد بھی دیتیں اور آئندہ جنگوں کے لئے آپ کو آمادہ بھی کرتیں تھیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کی بے مثال فداکاری وجاں نثاری کی بدولت اسلام کا پرچم چاردانگ عالم میں لہرایا۔

بلاشبہ حضرت فاطمہ زہراؑ نے صرف بیوی ہونے کی حیثیت سے مثالی زندگی بسر نہیں کی بلکہ بیٹی اور ماں ہونے کی حیثیت سے بھی ایسی بے مثل زندگی گذاری کہ جس کی نظیر نہیں پیش کی جاسکتی۔ بیٹی ہونے کی حیثیت سے ایسی زندگی بسر کی کہ پیغمبر اسلامؐ کو یہ کہنا پڑا " فاطمة ام ابيها " اور ماں ہونے کی حیثیت سے بچوں کی ایسی تربیت کی کہ امام حسنؑ وامام حسینؑ اسلام کی بقا کے ضامن قرار پائے اور بچیاں جناب زینب وام کلثوم طبقۂ نسواں کے لئے صرف ماں کی سچی جانشین ہی ثابت نہ ہوئیں بلکہ صنف نسواں کے لئے نمونۂ عمل قرار پائیں۔ اور بیوی ہونے کی حیثیت سے ایسی مثالی زندگی گذاری کی خود حضرت علیؑ یہ فرماتے ہوئے نظر آئے:

" میں نے کبھی ایسا کام نہیں کیا جس سے فاطمہؑ غضبناک ہوئی ہوں اور فاطمہؑ نے بھی مجھے کبھی غضبناک نہیں کیا" ۷؎

اگر حضرت علیؑ وفاطمہؑ کے اس روش پر زن وشوہر عمل پیرا ہو جائیں تو گھروں میں ایسی فضا قائم ہوسکتی ہے کہ جس سے گھر سکون واطمینان کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ حضرت فاطمہ زہراؑ جیسی مطیع وفرمانبردار، ہمکارومددگار زوجہ کی نظیر دنیا لانے سے قاصر ہے مگر ضرورت اسی بات کی ہے کہ شہزادی سلام اللہ علیہا کی روش زندگی کو نمونۂ عمل بنایا جائے۔ تاکہ گھر جنت نظیر بن سکے اور دنیاوآخرت کی

نعمتوں سے بہرہ ور ہونے کا موقع فراہم ہو سکے۔

مصادر و مراجع:

۱۔ بحار الانوار، جلد ۴۳، صفحہ ۵۰

۲۔ ایضاً

۳۔ سیرت فاطمہ زہرا، جسٹس آغا سلطان، مطبوعہ اصلاح، صفحہ ۷۸

۴۔ ایضاً

۵۔ سیرت فاطمہ زہرا، جسٹس آغا سلطان مرزا دہلوی، صفحہ ۸۰ مطبوعہ ادارۂ اصلاح، لکھنؤ ۱۹۹۴ء

۶۔ مناقب خوارزمی، صفحہ ۲۵۶

۷۔ مناقب خوارزمی، صفحہ ۲۵۶، بحوالہ فاطمہ زہراؑ اسلام کی مثالی خاتون، مولف آیت اللہ ابراہیم امینی، مطبوعہ انصاریان پبلیکیشنز ۲۰۰۷ء